حضرت العلام حافظ محمد صاحب گوندلوی مدظلہ العالی

بجواب "دو اسلام" قسط نمبر ۴

دوام حدیث

ایک اسلام

ضحاک بن مزاحم کا اثر:

ضحاک فرمایا کرتے تھے:

"وہ زمانہ چلا آرہا ہے کہ جب احادیث کی کثرت ہو جائے گی، لوگ کتاب الٰہی کو ترک کر دیں گے، مکڑیاں اس پر جالے تنیں گی اور وہ گرد و غبار کے نیچے یوں دب جائیں گی کہ نظر تک نہیں آسکیں گی" (جامع ص ۳۳)

یہ اثر بلحاظ سند کے نہ صرف یہ کہ صحیح نہیں ہے بلکہ باطل ہے۔ کیونکہ:

۱۔ اس کی سند میں سیف بن ہارون ہے۔ جو ضعیف اور متروک الحدیث ہے۔ یہاں تک کہ ابن حبانؒ نے کہا ہے کہ یہ جھوٹی روایتیں نقل کیا کرتا ہے۔

جریر کا اثر:

وہ کہتے ہیں کہ منصور، مغیرہ اور اعمش محدثین کی کتابتِ احادیث کو گناہ سمجھتے تھے۔ اس کا ترجمہ "گناہ سمجھتے تھے" ٹھیک نہیں ہے۔ بلکہ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ وہ خیال کرتے تھے حدیث کا یاد رکھنا بہتر ہے اور لکھنا مکروہ ہے۔ اثر کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

"کانوا یکرھون کتابۃ الحدیث" (جامع ص ۳۴)

ابن عبدالبر نے یہ آثار اپنی کتاب "جامع" میں نقل کرنے کے بعد یہ فیصلہ لکھا ہے کہ یہ لوگ جو کمال درجہ کا حفظ رکھتے تھے، پیدائشی طور پر ان کا حافظہ بہت قوی تھا جیسے عربوں

کی حالت تھی کہ ایک دفعہ بات کو سن کر یاد کر لیتے تھے جیسے ابن شہاب سے مروی ہے کہ:

"میں بقیع میں کان بند کر کے گذارتا ہوں تا کہ میرے کان میں کوئی بری بات نہ داخل ہو جائے، اللہ کی میرے کان میں کوئی چیز پڑ جائے تو میں اس کو کبھی بھی نہیں بھولتا۔"

اور شعبی سے بھی اسی طرح مروی ہے کہ یہ لوگ عرب تھے اور مشہور عرب کا حافظہ بہت قوی تھا۔ کتنے کتنے اشعار بعض عرب ایک دفعہ سننے سے یاد کر لیتے تھے۔ ابن عباسؓ نے عمر بن ابی ربیعہ کا قصیدہ ایک ہی دفعہ سن کر یاد کر لیا تھا مگر آج کل حافظہ اتنا قوی نہیں۔ اگر کتاب نہ ہو تو علم ضائع ہو جائے۔ اسی لئے بہت سے علماء نے کتابت حدیث کی رخصت دی ہے۔ ابراہیم نخعی کے حافظہ میں اخیر عمر میں کچھ نقص پیدا ہو گیا تھا۔ منصور کہتے ہیں کہ ابراہیم حدیث حذف کر دیتے تھے۔ میں نے ان سے کہا، سالم بن ابی الجعد حدیث یوں بیان کرتا ہے۔ ابراہیم نے کہا، سالم لکھتا تھا اور میں لکھتا نہیں تھا۔

امام ابن عبدالبر فرماتے ہیں کہ نخعی باوجودیکہ وہ کتابت کو مکروہ جانتے تھے، اخیر وہ کتابت کی فضیلت کے قائل ہو گئے۔

ابو خالد احمر کا اثر:

کہتے تھے:

"یاتی علی الناس زمان تعطل فیھا المصاحف لا یقرأ فیھا ویطلب الحدیث والرای"

کہ "ایک ایسا زمانہ بھی آ رہا ہے، کہ لوگ قرآن شریف نہ پڑھیں گے، حدیث اور رائے کو طلب کریں گے۔"

۱۔ یہ اثر بھی حدیث کی صحت اور کتابت کے منافی نہیں کیونکہ اس میں قرآن نہ پڑھنے کی مذمت ہے۔ کیونکہ ابو خالد احمر کے زمانہ میں حدیث اور رائے کی کتابت اور پڑھنے کا بہت رواج تھا۔

۲۔ اس کی سند میں عبداللہ بن محمد ہے اور اس کا حافظہ خراب تھا۔

۳۔ اس میں لکھا ہے کہ اس کے دو راوی ہیں جن میں ایک ضعیف ہے اور دوسرا زندیق۔

۴ - قرآن اس وقت معطل نہیں ، پڑھا جاتا تھا - ہاں ان کے خیال میں ایک ایسا زمانہ آنے والا تھا جس میں قرآن معطل ہو جائیگا اور اس کا پڑھنا ختم ہو جائے گا -

"دو اسلام" میں لکھا ہے کہ وہ زمانہ دوسری صدی سے شروع ہوتا ہے (صفحہ ۶۲) اور کہنے والے کی وفات ۱۹۰ھ بتا رہے ہیں اور کہنے والا کہتا ہے کہ وہ زمانہ ابھی نہیں بلکہ آئندہ آئے گا ، پھر دوسری صدی سے کیسے شروع ہوا ؟

شیعہ کا اثر :

"لیس شئی ابغض الی من ان اری احدا منہم" (جامع صفحہ ۱۸۶)

یعنی سب سے زیادہ قابلِ نفرت یہی لوگ ہیں "

یہ اثر باطل ہے :

۱ - اس کی سند میں احمد بن محمد متہم ہے -

۲ - دوسرا محمد بن فضل منکر الحدیث ہے -

۳ - تیسرا احمد بن عبداللہ دورقی مجہول ہے -

شیعہ کا دوسرا اثر :

"ان ھذا الحدیث لیصدکم عن ذکر اللہ فھل انتم منتھون"

"یہ حدیث تمہیں اللہ کے ذکر سے روکتی ہے ، کیا تم باز نہیں آؤگے ؟

یہ اثر بھی باطل ہے :

۱ - اس کی سند میں عبدالوارث مجہول ہے -

۲ - دوسرا راوی زہیر ہے جو آخر مختلط ہے - شرف اصحاب الحدیث میں اس کی ایک اور سند ہے جس میں محمد بن محمد ہے - امام ابو داؤد کہتے ہیں ، اس کی چار سو روایتیں ذکر کی گئی ہیں اور سب کی سب باطل ہیں -

۳ - اگر انہوں نے ایسا کہا بھی تو اس کا مخاطب کوئی خاص آدمی یا شاگرد ہو گا نہ کہ سب محدثین !

یا اس کا یہ مطلب ہو گا کہ حدیث میں اتنا منہمک نہیں ہونا چاہیئے کہ نماز کا بھی خیال نہ رہے ایسا انہماک تو قرآن میں بھی جائز نہیں کہ آدمی قرآن پڑھتے پڑھتے نماز سے بھی غافل ہو جائے -

ایاس بن معاویہ کا اثر:

"اللہ کی قسم میں بدمعاشوں سے اتنا نہیں ڈرتا جتنا حدیث والوں سے ڈرتا ہوں۔"

الجواب:

اصل بات یہ ہے کہ حدیث پڑھنا پڑھانا بڑی ذمہ داری کا کام ہے۔ اس میں اگر غلطی ہو جائے تو اس کا اثر سنانے والے پر بھی پڑتا ہے۔ جب حدیث سننے والے آتے تو وہ ڈر جاتے کہ کہیں مجھ سے غلطی نہ ہو جائے۔ بدمعاش سے تو بچ کر بھی رہا جا سکتا ہے مگر حدیث سننے کی درخواست پر خاموش رہنا مشکل ہے۔ لہٰذا اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ پڑھنے یا پڑھانے کو برا سمجھ رہے ہیں، اگر ایسا ہوتا تو حدیث کا مشغلہ ہی چھوڑ دیتے۔

امام داؤد طائی کا اثر:

"امام داؤد طائی سے کسی نے پوچھا کہ آپ احادیث کی روایت کیوں نہیں کرتے؟ فرمایا میں بچوں کا کھلونا نہیں بننا چاہتا۔"

الجواب:

اصل الفاظ یہ ہیں:

"قیل لداؤد الطائی الا تحدث؟ قال ما اراحتی فی ذالك اکون مستملیا علی الصبیان فیأخذون علی سقطی فاذا قاموا من عندی یقول قائل منھم اخطأ فی کذا و یقول آخر غلط فی کذا۔" (ص۱۳۱)

یعنی داؤد طائی سے پوچھا گیا کہ کیا آپ حدیث نہیں سناتے؟ آپ نے فرمایا، مجھے بچوں پر حدیث پڑھنے میں کیا راحت ہے؟ وہ میری غلطیاں نکالیں گے۔ جب چلے جائیں گے تو کوئی کہے گا کہ اس نے فلاں کلمہ میں خطا کی، دوسرا کہے گا، اس نے فلاں کلمہ میں غلطی کی۔"

اس اثر میں داؤد طائی نے حدیث لکھنے یا پڑھنے پڑھانے کو منع نہیں بتایا بلکہ آپ نے ان کی درخواست نہ قبول کرنے کی معذرت بیان فرمائی ہے۔

فضیل بن عیاض کا اثر:

"انکم قد   کتاب اللہ ولو طلبتم کتاب اللہ لوجدتم فیہ شفاء، ثم قرأ

یا ایھا الناس قد جاءتکم موعظۃ من ربکم وشفاء لما فی الصدور وھدی ورحمۃ للمؤمنین قل بفضل اللہ وبرحمتہ فبذالک فلیفرحوا ھو خیر مما یجمعون ○"

کہ تم لوگوں نے کتاب اللہ کو ضائع کر دیا۔ اگر تم کتاب الہی کی تلاش کرتے تو اس میں تمہیں شفا مل جاتی ——— اور اس کے بعد یہ آیت پڑھی (جس کا مطلب یہ ہے کہ "اے لوگو! اللہ کی طرف سے تمہارے پاس ضابطۂ حیات آچکا ہے۔ جس میں دل کی تمام بیماریوں کا علاج ہے اور جو اہل ایمان کے لئے ہدایت کلّی اور رحمت ہے۔ اے رسولؐ! مسلمانوں سے فرما دیجئے اللہ تعالیٰ کے اس فضل اور رحمت پہ خوش ہو جاؤ۔ اور یہ قرآن اس چیز سے اچھا ہے جسے وہ جمع کر رہے ہیں"

د۔ اس کی سند میں تین راوی ہیں:

۱۔ اسحاق بن ابراہیم۔

۲۔ نعمان محمد بن علی

۳۔ ابو عبدالرحمٰن

یہ تینوں کے تینوں مجہول ہیں۔ لہٰذا یہ اثر سند کے لحاظ سے باطل ہے۔

ب۔ اس اثر میں بھی صرف قرآن کی مدح و تعریف اور جامعیت کا ذکر ہے۔ اس سے پہلے فضیل کے یہ لفظ ہیں:

"ما ھکذا کنا نطلب العلم ولکنا کنا ناتی المشیخۃ فلا نری انفسنا اھلا للجلوس تنجلس دونھم ونسترق السمع فاذا مرا لحدیث سألنا اعادتہ وقیدناہ وانتم تطلبون العلم بالجھل" (ص۱۸۱)

کہ ہم تمہاری طرح علم نہیں طلب کرتے تھے لیکن ہم مشائخ کے پاس آتے اور اپنے تئیں ان کے پاس بیٹھنے کا اہل خیال نہ کرتے، ان سے ورے بیٹھ جاتے اور چپکے سنتے۔ جب حدیث کا ذکر آتا تو اس کے اعادہ کی درخواست کرتے اور اس کو لکھ لیتے ——— اور تم علم کو جہالت کے ساتھ طلب کر رہے ہو۔"

یہ اثر حدیث کے لکھنے لکھانے اور پڑھنے پڑھانے کا مؤید ہے اور "دو اسلام" میں قطع و برید سے کام لیا گیا ہے اور اپنی طرف سے کچھ اضافہ بھی کیا گیا ہے۔

نیز یہ اثر بلحاظ سند صحیح نہیں :

۱- اس کی سند میں عثمان بن عبدالرحمٰن ابو عمرو ہے، جس کو کتب رجال میں متروک الروایت جھوٹا لکھا گیا ہے۔

۲- اس کا دوسرا راوی ابراہیم اور تیسرا راوی احمد دونوں مجہول ہیں۔

ابوہریرۃ کا اثر :

"قال ابو هريرة لقد حدثتكم باحاديث لو حدثت بها فی زمن عمر بن الخطاب لضربنی بالدرة" (تذکرہ ص۸)

کہ "ابوہریرۃ فرماتے ہیں کہ میں نے تم کو ایسی حدیثیں سنائی ہیں کہ اگر حضرت عمرؓ کے زمانہ میں سناتا تو وہ مجھے درہ سے پیٹتے"

تذکرہ صفحہ ۸ میں اس اثر کے یہ لفظ ہیں :

"وقلت له اكنت تحدث فی زمان عمر هكذا فقال لو كنت احدث فی زمان عمر مثل ما احدثكم لضربنی بمخفقة"

یعنی "ابو سلمہ کہتے ہیں، میں نے ابوہریرۃؓ سے پوچھا، کیا آپ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں بھی اس کثرت سے حدیث بیان کیا کرتے تھے؟ آپؓ نے فرمایا، اگر حضرت عمرؓ کے زمانہ میں میں اسی طرح حدیث سناتا تو وہ مجھے درّے سے پیٹتے"

اس کا مطلب یہ ہے کہ میں حضرت عمرؓ کے زمانہ میں کثرت سے حدیثیں بیان نہیں کیا کرتا تھا بلکہ کم بیان کرتا تھا کیونکہ حضرت عمرؓ نے زیادہ احادیث بیان کرنے سے منع فرمایا تھا کہ مبادا کہیں غلطی واقع ہو جائے۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں اس احتیاط پر عمل کرنے سے احادیث محفوظ ہو گئیں تو بعد میں بیان کرنے سے وہ مانع مرتفع ہو گیا۔ اس واسطے اب میں زیادہ حدیثیں بیان کرتا ہوں۔

حضرت عمرؓ احادیث بیان کرنے کے خلاف نہ تھے، صرف احتیاط کی تاکید کرتے تھے چنانچہ پہلے گذر چکا ہے کہ آپؓ نے فرمایا "اقلوا الروایة عن رسول الله صلی الله علیه وسلم" کہ آنحضرتؐ

سے حدیثیں کم بیان کیا کرو، پھر خود حضرت عمرؓ سے بھی اکثر احادیث مروی ہیں۔

سفیان ثوریؒ کا اثر:

ولو کان فی ھذا الحدیث خیر لنقص کما ینقص الخیر ولکنه شر فاراه یزید الشر" (جامع ص۲۰۱)

کہ "اگر حدیث کوئی اچھی چیز ہوتی تو باقی نیکیوں کی طرح گھٹتی جاتی، لیکن یہ بڑھ رہی ہے اس لئے شر ہے"

یہ اثر صحیح نہیں:

۱۔ اس کا راوی علی بن حسین کذاب ہے۔

۲۔ عام امت کا عمل اس کے خلاف ہے۔

۳۔ سفیان ثوری سے صحاح ستہ میں صدہا احادیث تواتر سے ثابت ہیں۔

سفیان بن عیینہ کا اثر:

"حدیث کی فرمائش کی گئی تو آپ نے فرمایا:

ما ادری الذی تطلبونه من الخیر ولو کان خیرا لنقص کما ینقص الخیر،

کہ تم جس چیز کی تلاش میں ہو، وہ کوئی نیکی نہیں، اگر نیکی ہوتی تو باقی نیکیوں کی طرح کم ہو جاتی"

اس کے متعلق ... فرماتے ہیں:

"یہ بات سفیان نے طلبہ سے تنگ آکر کہی (کیونکہ طلبہ نے صفا و مروہ کے درمیان چلتے چلتے ان کو حدیث سنانے پر مجبور کیا) اور اہل علم اس اثر میں کلام کرتے ہیں۔ (یعنی یہ اثر بلحاظ سند صحیح نہیں) ص۲۰۱

نیز یہ اثر باطل ہے۔

۱۔ اس کی سند میں عبداللہ بن محمد بن یوسف مجروح ہے۔

۲۔ اس میں یحییٰ بن مالک ہے، یہ بھی مجروح ہے

۳۔ محمد بن سلیمان بن محمد مجہول ہے۔

۴۔ زکریا خطان، یہ بھی مجہول ہے۔

۵ - محمد بن موسیٰ بہت ہیں، بعض مجروح اور بعض غیر مجروح، گویا عام سلسلہ ہی واہی تباہی ہے۔

بکر بن حماد کے شعر:

اری الخیر فی الدنیا یقل کثیرہ ۔۔۔ وینقص نقصا والحدیث یزید

ولو کان خیرا قل کالخیر کلہ ۔۔۔ فاحسب ان الخیر منہ بعید

یعنی "میں دیکھ رہا ہوں نیکی کم ہو رہی ہے لیکن حدیث بڑھ رہی ہے۔ اگر حدیث اچھی چیز ہوتی تو باقی نیکیوں کی طرح گھٹتی جاتی، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خیر اس سے بعید ہے" (توجیہ ص۱۱)

اس کا جواب شعروں ہی میں لیجئے جس پر ایک جماعت کا اتفاق ہے:

وقول رسول اللہ یعرف حدہ ۔۔۔ فلیس لہ عند الرواۃ مزید

ولولم یقم اھل الحدیث بدیننا ۔۔۔ فمن کان یروی علمہ ویفید

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حد معروف ہے، راویوں نے اس پر کچھ اضافہ نہیں کیا۔ اگر اہل حدیث ہمارے دین کے لئے کوشش نہ کرتے تو آنحضرتؐ کا علم کون بیان کرتا اور کیونکر ہمارے لئے مفید ہوتا؟" (مختصر جامع ابن عبدالبر ص۲۱)

سفیان ثوری کا ایک اثر:

"میں گذشتہ ساٹھ برس سے حدیث میں ہوں، چاہتا ہوں کہ اس سے نکل جاؤں، نہ مجھے نفع ہو، نہ نقصان!"

یہ اثر بھی بلحاظ سند باطل ہے:

۱ - ایک راوی قطبہ بن علاء بن منہال غنوی کثیر الخطا غیر معتبر ہے۔

۲ - احمد بن زہیر مجہول ہے۔

۳ - احمد بن صالح بھی مجہول ہے۔

۴ - ابن منادی، یہ بھی مجہول ہے۔

۵ - احمد بن محمد بن عبدالخالق مجہول نامقبول ہے۔

اس کے علاوہ اس کی باقی سندیں بھی صحیح نہیں۔ ایک سند میں علی بن خادم منکر الحدیث ہے۔ دوسری میں خضر بن ابان ہاشمی مجروح ثقہ نہیں۔ محمد بن حسین بن فضل قطان، یہ بھی نامقبول ہیں۔

سفیان نے ایک دفعہ کہا، خدا کرے، دشمن کو محدث بنا دے "

۱- یہ سفیان کا کلام نہیں اور سند کے اعتبار سے بھی یہ اثر باطل ہے (یہ کلام مسعر کا ہے)

۲- اس میں ایک راوی خلف بن قاسم مجہول ہے۔

۳- علی بن سعید بن بشیر رازی مجروح ہے۔

سفیان کا ایک اور اثر!

"اگر حضرت عمرؓ ہوتے تو تم کو دُرّے لگاتے "

یہ بھی باعتبار سند باطل ہے، اس میں سلمہ بن قاسم، احمد بن عیسٰی اور ابراہیم بن سعید تینوں مجروح ہیں۔ (باقی۔باقی)

قارئین ترجمان کی خدمت میں

اے کہ مستقبل کا کرنا ہے تجھے لمبا سفر،
دولتِ ماضی سے کیسہ حال کا خالی نہ کر
اے مسافر انفس و آفاق کے رُک رُک کے چل
سوئے یثرب ڈالتا رہ پیچھے مڑ مڑ کر نظر

کنور محمد اعظم علی خان